الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ

الحمد للہ کہ رسالہ مشتمل بر تحقیق مشاجرات صحابہ مطابق عقائد اہل السنۃ والجماعۃ یعنی

العقیدۃ الصافیۃ

فیما جری

بین المرتضیٰ و معاویۃ

تصنیف شریف محقق جزیل عالم نبیل مولوی حکیم محمد عبد الجلیل صاحب رئیس داؤد نگر ضلع گیا [illegible]

مطبع منشی نولکشور میں چھپا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله تقدس وتعالی والصلوٰة والسلام علی عباده الذین اصطفیٰ - امابعد
کہتا ہے مفتقر الی الله الوکیل ابوحفص محمد عبدالجلیل ولد سید احمد حسین
بن سید حمایت علی غفرہم الله القوی ساکن قصبہ داؤدنگر ضلع گیا مضاف
صوبۂ بہار کہ اندنوں اس دیار میں چند بزرگوار نے برخلاف مذہب اہل سنت وجماعت
یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ محبت جناب مرتضی کرم الله وجہہ کی ہرگز مقتضی نہیں
ہوتی کہ معاویہ بن سفیان کے نام کی ترضی کیجاوے بلکہ فاسق ومرتکب اکبر کبائر کہنا
اور اعتقاد رکھنا ضرور ہے لعنت سے صرف کف اللسان کافی ہے کیونکہ محاربۂ صفین
محض نفسانیت کے سبب سے واقع ہوا بلکہ وہ مقدمہ واقعۂ کربلا تھا اور
سبب ہے محدثین ومتکلمین اہل سنت خطاء منکر وفسق معاویہ کے قائل ہیں اور

جو لوگ خطاء اجتہادی کہتے ہین وے تو صب ہین وغیر ذلک من الهفوات نعوذ باللہ منہ و عن جمیع السیئات ۔ اس وسواس سے اکثر عوام مسلمان خصوصاً پیرزادے جو مشائخین و مریدین اُنکے جنھین علوم عربی مین کمتر دسترس ہے اکثر ڈھوسے گئے ہین اگر بعضے تو انھین ہفوات کے قائل و بعضے مذبذب ہو گئے ۔ خاکسار اسی فکر مین تھا کہ یہ شبہہ دفع ہو جائے تو بہتر ہے کہ یکایک ایک استفتا اسی مادہ کی تحقیق مین پہونچا لہذا اسکے جواب مین وسواس صدور الناس کا استیصال کیا جاتا ہے اور نام اسکا العقیدۃ الصافیۃ فیما جری بین المرتضی و معاویہ رکھا جاتا ہے اور اتفاق تسوید کا اسکی غرۂ محرم الحرم سنہ تیرہ سو ایک ۱۳۰۱ ہجری مین ہوا وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء اہل سنت اس مسئلہ مین کیا فرماتے ہین کہ محاربہ معاویہ بن ابی سفیان کا حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ خطاء منکر تھا یا بالاجتہاد بتقدیر اول رضی اللہ عنہ بوجہ صحابیت کے تعظیماً اُنکے نام کے ساتھ ضم کرنا چاہیے یا لفظ خاطی و باغی و متغلب و فاسق کہنا مناسب ہے اور صرف لعنت سے کف اللسان کافی ہے اور معاویہ نے سب جناب مرتضی بھی کیا ہے تو ایسی حالت مین کیونکر رضی اللہ عنہ کہا جائے ۔ اھ بتقدیر ثانی عبارت تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۲۸۵ چھاپہ نولکشور کا کیا مطلب ہے وہی ہذہ (اہل سنت اول ملوک اسلام گفتہ اند آمدیم برینکہ چون اورا باغی و متغلب میدانند پس چرا لعن نمانید انتہی) اور یہ فتوی سوالات عشرہ مین جو نسبت معاویہ بن سفیان کے شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے لکھا ہے اُسکا مفہوم کیا ہے وہو ہذا (و خامس آنکہ در سبّ مروان

ومعاویہ رض نزد اہل سنت چہ تحقیق رفتہ جواب مروان را بد گفتن و بدل از و بیزار
بودن خصوصاً در سلوکیکہ با حضرات حسنین و اہل بیت نمود و عداوت مستقر در دل
داشت از لوازم سنیت و محبت اہلبیت است کہ از جملہ فرائض و ایمان است و اما معاویہ
بن ابی سفیان پس صحابی است و در حق او بعض احادیث نیز وارد شدہ علماء اہل سنت
در حق او مختلف اند علماء ماوراء النہر و متقدمین فقہا اینہمہ حرکات و جنگ و جدال
او را کہ با مرتضی رض جنگ نمود محمول با خطاہاے اجتہادی دارند اما محققین
اہل حدیث بعد تتبع روایات صحیحہ دریافتہ اند کہ این حرکات خالی از شائبہ
نفسانیت نیست و جہت تعصب امویت و قرابت کہ با جناب ذی النورین داشت
نمودہ است پس نہایت کارش آنست کہ مرتکب کبیرہ باغی باشد و الفاسق لیس
باہل اللعن اگر مراد از سب ہمین قدر ہست بعضے این فعل او را بد گفتن و بد دانستن
پس بلاشبہہ نزد محققین این معنی واقع است و اگر مراد از سب شتم است پس معاذ اللہ
منہا کہ کسی اہل سنت پیرامون آن گردد چہ نزد انہا براے فاسق و مرتکب کبیرہ
استغفار مامور بہ است نہ بکون اللعن حرام خاصہ کہ آنمرد صحابی است شفاعت
رسول و عفو صاحب حق یعنی حضرت مرتضی در حق او زیادہ بر خلق دیگر متوقع و
مرجو است بالقطع معلوم است کہ بعض صحابہ در زمان آنحضرت صلعم مرتکب کبیرہ
شدہ اند مثل ماعز السلمی کہ زنا کردہ بود و مثل حسان بن ثابت کہ در قذف عائشہ
منصوص التعزیر در قرآن شدہ بود بر خلاف این وقت کہ حالا قاذف عائشہ
بلاشبہہ کافر است لانکار نص القرآن انتہی بلفظہ البند الکتاب فقط۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ہو الموفق للصواب

حضرت معاویہ کی تعظیم کرنا اور رضی اللہ عنہ لکھنا لازم و مناسب ہے اور محاربہ جو

حضرت مرتضیٰ کے ساتھ واقع ہوا وہ خطاء اجتہادی تھا بلکہ لفظ خطا کا بھی اطلاق نہین چاہیے اس مادہ مین قول زید و عمر کا معتبر نہین ہی کیونکہ یہ مسئلہ معتقدات سے اہل سنت و جماعت کے ہی تحقیق اسکی تین تذکرہ سے معلوم ہوگی

پہلا تذکرہ معاویہ کی تعظیم اور فضائل و رضی اللہ عنہ کہنے کے بیان مین — جاننا چاہیے کہ ہر صحابی کی تعظیم کرنی اور ذکر خیر ہی کے ساتھ انکو یاد کرنا واجب ہی اور رضی اللہ عنہ ہونا تو جملہ صحابہ کا قرآن مجید سے منصوص ہی سورۂ برائت پارہ یعتذرون مین موجود ہی والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ و اعد لھم جنات تجری تحتہا الانہار خلدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم اس آیت مین جملہ صحابہ حضرت معاویہ وغیرہ جو مہاجر و انصار کے بعد ایمان لائے سب ہی موعود بدخول جنت اور رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ ہین پس دل مین اعتقاد انکے رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ کا (یعنی اللہ اُنسے راضی اور خوش ہوا اور وے اللہ سے راضی ہوے) رکھنا فرض ہی اور اگر نعوذ باللہ اسکے برعکس عقیدہ ہو تو خوف کفر ہی اور انکے نام کے ساتھ قرأت و کتابت یا مکالمت کے وقت لازم و مناسب ہی شارح عقائد نسفی و شارح مواقف و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ نے کتب عقائد مین حدیث صحیح خاصۃ اس مادہ مین نقل کی ہی یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے میرے یارون کی تعظیم کرو کیونکہ وے تمہارے بزرگ ہین اور اسی قسم کی اور بھی احادیث صحیح موجود ہین اسیواسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر مین فرمایا ہی کہ صحابہ کو نیکی ہی کے ساتھ یاد کرو و شرح مواقف و دیگر کتب عقائد مین لکھا ہی کہ ہر صحابی کی تعظیم واجب ہی پس تعظیم نہ کرنا واجب کا ترک کرنا ہی جس سے معصیت کا خوف ہی اور تعظیم سے انکار کرنا علامت رفض کی ہی اور اس مسئلہ مین سب ہی اہل سنت

وجماعت کا اجماع ہی کیونکہ یہ کچھ فروعات فقہی کا جھگڑا نہیں ہی بلکہ معتقدات اہل سنت وجماعت سے ہی امام اعظم و مالک و احمد حنبل و شافعی و جمہور محدثین متکلمین کا اجماع ہی اور حضرت امام نووی شارح صحیح مسلم نے فرمایا ہی کہ صحابی کے نام کی کتابت یا قرات کے وقت رضی اللہ عنہ کہنا چاہیے اور ترک کرنا حرمان خیر کثیر ہی۔ ہرگاہ معاویہ بن ابی سفیان کا صحابی ہونا قطعی ہی تو انکی تعظیم کرنا اور رضی اللہ عنہ کہنا بھی لازم ہی اور یہ نتیجہ کچھ ہماری رائے نہیں ہی بلکہ جزئیہ خاص بھی سیکڑون جگہ پایا جاتا ہی جسکو شبہ ہو صحاح ستہ و تفاسیر کو اٹھا کر دیکھ لے۔ اگر کسی کے دل مین یہ شک ہو کہ شاید کاتبین نے ادباً درج کر دیا ہو تو اسکا جواب یہ ہی کہ صحیح بخاری کہ صحیح ترین کتاب بعد کتاب باری ہی اور جسکے مصنف نے التزام کیا ہی کہ کوئی لفظ حدیث و اثر مین گھٹا و بڑھاؤ نہ کرینگے بلکہ یہانتک کیا کہ ترجمہ کے وقت بھی سوا لفظ باب کے حدیث ہی نقل کیا بلکہ خاص اس بارہ مین بھی جس صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ شیخ سے سنا ویسا ہی لکھا اور نہ سنا تو اپنی طرف سے درج نہ کیا چنانچہ خلفاء اربعہ کے ساتھ بھی بہتیری جگہ صرف نام ہی ہی اور ہمارے اکابر نے بھی کتابت بخاری و دیگر کتب کی نقل کے وقت ایسا ہی التزام کیا جیسا مصنف نے لکھا وہی اباً عن جدٍ منقول ہوتا گیا تاکہ ائمہ کے داب کے خلاف نہو۔ غرض کتاب بخاری مین بھی جابجا موجود ہی کتاب الجمعہ وغیرہ مین جسکو شک ہو دیکھ لے۔ علاوہ برین اہل سنت کا مطابق اس حدیث کے خیر القرون قرنی الخ اجماع ہی کہ سب ہی امت سے افضل و بہتر صحابہ ہین انکے بعد اولیا غوث وقطب کوئی ہون انکے رتبہ کو نہین پہونچ سکتے دیکھو کتب عقائد تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ کو اور عموماً مسلمان خاص و عام ادنی اولی و عالم کی تعظیم کرتے اور حضرت و رحمۃ اللہ کہتے ہین بس واے ہی اسپر جو صحابہ کی تعظیم سے انکار کرے

قال فی المواقف وفی شرحہ صفحہ ۷۴۰ مطبوعہ نولکشور یجب تعظیم الصحابۃ کلہم والکف عن القدح فیہم لان اللہ تعالیٰ عظمہم واثنی علیہم فی غیر موضع من کتابہ انتہی وفی شرح العقاید النسفیہ ویکف عن ذکر الصحابۃ رض الا بخیر لما ورد من الاحادیث الصحیحۃ فی مناقبہم ووجوب الکف عن الطعن فیہم (الی قولہ) لقولہ علیہ السلام اکرموا اصحابی فانہم خیارکم انتہی وفی الفقہ الاکبر لا تذکر الصحابۃ الا بخیر وفی شرحہ ای مجتمعین ومنفردین انتہی وفی کتاب مقدمۃ البخاری لمولانا احمد علی السہارنپوری مطبوعہ میرٹھ قال النووی یستحب لکاتب الحدیث اذا مر بذکر اللہ (الی قولہ) وکذا یقول فی الصحابۃ رضی اللہ عنہ (الی قولہ) ومن غفل ہذا حرم خیرا کثیرا وفوت فضلا جسیما انتہی فی تکمیل الایمان اصحابہ خیر الامۃ اصحاب پیغمبر بار رضوان اللہ علیہم اجمعین فاضل تر وبہتر وبہتر از باقی امت اند کہ ایشان را پروردگار تعالیٰ برائے صحبت ونصرت واعانت رسول خود برگزید واختیار نمود وتقویت دین قویم واقامت این ملت عظیم الشان کرد قال اللہ تعالیٰ وکانوا احق بہا واہلہا وکان اللہ بکل شیٔ علیما چندین اخبار وآثار در مدح وفضل ایشان واقع شدہ است کہ بنظر بر آن جزم کردہ شود کہ ایشان افضل واکثر ثواب اند از سائر امت انتہی

پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت معاویہ کے فضائل نصی دو قسم کے ہیں ایک بطور کلیات کے سب ہی آیات واحادیث جو عموماً صحابہ کے فضائل میں وارد ہیں اور اس سے سوا جاہل کے کوئی انکار نہیں کر سکتا حضرات متکلمین ومحدثین نے انھیں سے استدلال فرمایا ہے مثلاً قولہ تعالیٰ۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورہم

یسعی بین ایدیھم وقولہ تعالےٰ والذین آمنوا معہ اشداء علی الکفار وقولہ تعالےٰ کنتم خیر امۃ الی غیر ذلک من الآیات اور احادیث مثلاً قولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی ولا تسبوا اصحابی واصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم واللہ اللہ فی اصحابی واکرموا اصحابی واذا ذکر اصحابی فامسکوا وغیر ذلک دوسری وہ حدیث جو خاص وارد ہین سبہی محدثین نے لکھا ہی کہ حدیث صحیح حضرت معاویہ کی شان مین موجود ہی حتی کہ اس فتوے مین بھی تسلیم کیا ہی اور یہ جو بعض متعصب کہتے ہین کہ کوئی حدیث صحیح ثابت نہین ہی محض غلط ہی دیکھو امام احمد حنبل نے مسند مین اور امام ترمذی ودیگر ائمہ احادیث نے ارقام فرمایا ہی صحیحین مین بھی حدیث رکوب بحری بحر قیدم ہی اور جن لوگون نے ترمذی کی بعض حدیث پر حسن ہونے کے سبب سے کچھ قیل و قال کیا ہی انکو کچھ محدثین کے اصول سے خبر نہین ہی کیونکہ فضائل اعمال ورجال مین احادیث ضعیفہ غیر شدیدۃ الضعف کے ساتھ استدلال جائز ہی اور حسن تو حکم صحیح کا رکھتی ہی انسان العیون فی سیرۃ النبی المامون مین لکھا ہی لا یخفی ان السیر یجمع الصحیح والسقیم والضعیف والمرفوع والمرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیرہ من الائمۃ اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوھا تساھلنا انتھی اور حضرت جلال الدین سیوطی رسالۃ المقامۃ السندسیۃ فی النسبۃ الشریفۃ المصطفیہ مین فرماتے ہین ان ایراد ما لیس بصحیح فی الفضائل والمناقب معتبر انتھی اب مین چند احادیث فضائل معاویہ کی نقل کرتا ہون اخرج الترمذی فی باب مناقب معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ عن عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ وکان من اصحاب رسول اللہ صلعم عن النبی صلعم انہ قال لمعاویۃ

اللهم اجعله هادیاً مهدیاً واهد به ومنه عن ابی ادریس الخولانی قال لما عزل
عمر بن الخطاب عمیر بن سعد عن حمص ولی معاویة فقال الناس عزل عمیراً وولی
معاویة فقال عمیر لا تذکروا معاویة الا بخیر فانی سمعت رسول اللہ
صلعم یقول اللهم اهد به انتهی ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت معاویہ کا
رہنما اور راہ یافتہ اور معین اسلام ہونا اور انکا ذکر خیر ہی کے ساتھ کرنا ثابت ہوا
اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ صحابہ بھی حضرت معاویہ کی غیبت ناپسند فرماتے تھے
بلکہ تاکید کرتے تھے کہ انکو بدی کے ساتھ یاد نہ کرو نیکی ہی کے ساتھ ذکر کیا کرو
اخرج احمد فی مسندہ عن عرباض بن ساریة قال سمعت من
رسول اللہ صلعم اللهم علم معاویة الکتاب والحساب وقه العذاب
ومنه ایضاً عن النبی صلعم قال یا معاویة اذا ولیت واذا ملکت فاحسن انتهی
ان حدیثوں سے حضرت معاویہ کا مغفرت یافتہ ہونا اور بادشاہ اسلام کا ہونا او
سلطنت کو نہایت ہی خوبی کے ساتھ انجام کرنا اور کمال عدالت پر رہنا پایا جاتا ہے
پس جو تفضیلی ملک عضوض کہہ بیٹھتے ہیں انکو زبان بند کرنا واجب ہے اخرجه البخاری
فی کتاب الجهاد عن انس بن مالک انه سمعه یقول کان رسول اللہ
صلعم یدخل علی ام حرام بنت ملحان فتطعمه وکانت ام حرام تحت عبادة
بن الصامت فدخل علیها رسول اللہ صلعم فاطعمته وجعلت تفلی راسه
فنام رسول اللہ صلعم ثم استیقظ وهو یضحک قالت فقلت ما یضحکک
یا رسول اللہ صلعم قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ یرکبون
ثبج هذا البحر ملوکاً علی الاسرة او مثل الملوک علی الاسرة شک اسحاق
قالت فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منهم فدعا لها رسول اللہ صلعم ثم
وضع راسه ثم استیقظ وهو یضحک فقلت ما یضحکک قال ناس من امتی عرضوا

علی غزاۃ فی سبیل اللہ کما قال فی الاولی قالت فقلت یا رسول اللہ ادع
اللہ ان یجعلنی منہم قال انت من الاولین فرکبت البحر فی زمن معاویۃ
ابن ابی سفیان فصرعت عن دابتہا حین خرجت من البحر فہلکت انتہی
اگرچہ باب مناقب میں یہ حدیث منقول نہیں ہی لیکن اس سے چند فائدہ فضیلت کے
حضرت معاویہ کے ثابت ہوے اولاً جنتی ہونا کیونکہ ملوکا علی الاسرۃ صرف دنیا کی
امارت پر محمول نہیں ہو سکتا بلکہ ایک بشارت ہے یقینی جنتی کی ہو ورنہ حضرت ام حرام
آنحضرت صلعم سے یہ نہ کہتیں کہ اس غزوہ میں میری شرکت کی دعا فرمائی اور یہ
کچھ ہماری رائے نہیں ہو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مروی ہو جیسا کہ
عینی نے اس حدیث کی شرح میں نقل کیا ہو قال ابن عمر اراد واللہ اعلم انہ
رأی الغزاۃ فی البحر من امتہ ملوکا علی الاسرۃ فی الجنۃ انتہے
دوسرے اس حدیث میں معجزہ ہی جسکا ظہور معاویہؓ کے ہاتھ پر ہوا اسیطرح حدیث
الرایۃ سے فضیلت حضرت مرتضی کرم اللہ وجہہ کی ثابت ہوتی ہو جیسا کہ کرمانی
خیر جاری بخاری کی شرح میں مرقوم ہو وفی الحدیث معجزات وقال ابن عبد البر ان
معاویۃ غزا تلک الغزوۃ بنفسہ انتہے تیسرے مجاہد فی سبیل اللہ ہونا معاویہ کا جسکی
بشارت خاص زبان سرور کائنات سے موجود ہی۔ چوتھے ملک ہونا مجاہد فی سبیل اللہ
میں خاص آنحضرت کی زبان مبارک سے یہ تو حال فضیلت کا موافق احادیث کے
مرقوم ہوا اور صحابہ و تابعین نے تو انکو امیر المومنین تک کہا ہو اور کیون نہ کہا ہو
جبکہ رسول اللہ صلعم نے ملوک اسلام کہا تو اس سے کون منکر ہوگا بخاری میں موجود ہی
دیکھو ابن عباسؓ جو خاص شاگرد و ملازم صحبت مرتضوی و قرابت دار مصطفی
ہیں جب انکے سامنے معاویہ امیر المومنین کہے گئے تو انھون نے انکار نہ کیا
بلکہ اسپر مجتہد و مصیب اور ازدیاد فرمایا کاش اگر امیر المومنین کا اطلاق جائز نہوتا

تو حسب تمنی یزید المنکر فلینکر کا انکار کرنا واجب تھا بلکہ اس اثر کے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لقب عام ہو گیا تھا اخرج البخاری عن ابن ابی ملیکۃ
قال اوتر معاویۃ بعد العشاء برکعۃ وعندہ مولی لابن عباس
فاتی ابن عباس فقال دعہ فانہ قد صحب رسول اللہ صلعم
وایضاً عنہ عن ابن ابی ملیکۃ قیل لابن عباس ہل لک فی امیر المومنین
معاویۃ فانہ ما اوتر الا بواحدۃ قال اصاب انہ فقیہ انتہی

اور اکابر دین و سلف صالحین وائمہ مجتہدین نے برابر انکی فضیلت قبول کی ہے اور
بزرگی فرمایا ہے اور ذکر خیر ہی کے ساتھ یاد کیا ہے حضرت ابو منصور بغدادی و ابو شکور سلمی
و حضرت امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اجماعاً فرمایا ہے کہ عادل و فاضلترین صحابہ
تھے اور مورخین نے کتابت وحی بھی پیغمبر خدا کی معاویہؓ کی نسبت لکھی ہے اور یہ جو
بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدمت منشی گری کی ثابت ہے کتابت وحی کی ثابت نہیں محض
مکابرہ ہے کیونکہ جب کتابت سے اقرار ہے تو کتابت وحی سے انکار ہونا کیا معنی کیونکہ
قرآن مجید میں موجود ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی پس پیغمبر خدا کے
فرمان کوئی وحی سے خالی نہیں گو وحی متلو نہو پھر کتابت وحی سے انکار کرنا محض
نفسانیت ہے فرض کیا کہ کتابت وحی کی ثابت نہو مگر نفس کتابت کیا کم ہے اس سے بھی خاص دربار
دربار شاہنشاہ دوجہانی ہونا پایا جاتا ہے پس عام صحابی سمجھنا اور کہنا محض جہل ہے اور
برادر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے سبب سے قرابت دار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہونا ضرور عیاں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن المبارک سے پوچھا کہ عمر بن عبد العزیز اور
معاویہ میں کون بڑھ کر ہے تو انھوں نے کہا کہ معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو
خاک پڑی رسول اللہ صلعم کے ساتھ میں وہ بھی اچھی ہے عمر بن عبد العزیز سے اور
فرمایا کہ صحبت رسول اللہ کی فضیلت کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے حالانکہ عمر بن

عبد العزیز وہ خلیفہ ہوئے ہین جنکو لوگون نے خلفاء اثنا عشر مین مطابق حدیث صحیحین کے شمار کیا ہے اور بہت ہی بزرگ اہل سنت مین ہوئے ہین رسالہ رد روافض مین امام ربانی نے لکھا ہے وسئل عبد اللہ بن المبارک وکفاک بہ جلالۃ وعلماً ایہما افضل معاویۃ او عمر رض بن عبد العزیز فقال الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ رض مع رسول اللہ صلعم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرۃ اشار بذلک الی ان فضیلۃ صحبتہ و رویتہ صلعم لا یعدلہا شیء وھذا فی غیر اکابر الصحابۃ رض انتہی اور حضرات صوفیہ کرام جنکا سلسلہ اکثر جناب امیر علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہی برابر حضرت معاویہ کو بزرگ صحابہ اور اولیاء اللہ لکھتے آئے دیکھو تصانیف حضرت غوث پاک و مثنوی مولوی معنوی کی شرح بحر العلوم وغیرہ کتب صوفیہ کو

دوسرا تذکرہ خطاء فی الاجتہاد کے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ صحابہ کرام وتابعین وائمہ مجتہدین ومحدثین وجمہور علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ محاربہ کے وقت اجتہاد کے سبب سے صحابی تین گروہ ہو گئے تھے جنمین ایک ساکت اور دو باخود باہمین محارب تھے اور ان تینون پر خطا کا اطلاق بھی جائز نہین ہے جیسا کہ امام شافعی و عمر بن عبد العزیز و احمد حنبل کے کلام سے ثابت ہوتا ہے اور خاص معاویہ رض کے بارے مین بھی یہی حال ہے امام مالک اور انکے معاصرین علماء مدینہ نے شاتم کو انکے قتل کا فتویٰ دیا ہے اور فاسق کہنا تو حدیث شتم ہے امام بخاری ومسلم وترمذی وائمہ احادیث نے تو منقبت مین حدیث ہی نقل کی ہے جیسا کہ تذکرہ اول مین معلوم ہوا امام شافعی و عمر بن عبد العزیز و امام احمد حنبل و حضرت ابو منصور بغدادی و امام نووی وغیرہ ائمہ احادیث نے تو لفظ خطا سے بھی احتراز ضروری سمجھا ہے امام غزالی و آمدی و شیخ ابن حجر مکی و قاضی عیاض و ابو شکور

سلمی شارح مواقف و شیخ عبد الحق محدث دہلوی و شارح عقائد نسفی و خیالی و عبد الحکیم و جمیع علماء احناف و حضرات صوفیہ کرام حضرت امام ربانی وغیرہ نے خطاء فی الاجتہاد فرمایا ہے اور خطاء اجتہادی کا بھی وہی مطلب ہے جو امام شافعی وغیرہ سے منقول ہے کیونکہ المخاطی فی الاجتہاد لیس باثم بلحوظ عقائد سے ثابت ہے پس ایسی حالت میں مآل ایک ہی ہے اور مطلق خطا کے لفظ سے اجتناب واجب ہے خود جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے اخواننا بغوا علینا لیسوا کفرۃ ولا فسقۃ مالہم من التاویل کما فی جلد ثانی صفحہ ۴۰ مکتوب امام ربانی مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی اور لطف یہ ہے کہ ایسا ہی شیعوں کے یہاں بھی معنی مروی ہے لما سمع لعن اہل الشام من اصحابہ خطب و قال اصبحنا نقاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الزیغ والاعوجاج والشبہہ والتاویل کما نقلہ فی التحفۃ عن نہج البلاغۃ پس معاویہ کو خاطی کہنا اس مثل کا مصداق ہے مدعی سست گواہ چست اور بموجب تحقیق ابو شکور سلمی وغیرہ کے صلح کر لینا حضرت مرتضیٰ کا ثابت ہے پس محاربہ کہان باقی رہا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی صلح کو تو شیعہ نے بھی قبول کیا ہے اب مین چند کتابون کی عبارت اطمینان کے واسطے نقل کرتا ہون صحیح مسلم کی شرح مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۳۱ مین امام نووی نے لکھا ہے واما معٰویۃ رضی اللہ عنہ فہو من العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء رضی اللہ عنہ واما الحروب التی جرت فکانت لکل طائفۃ شبہۃ اعتقدت تصویب انفسہا بسببہا وکلہم عدول رضی اللہ عنہم ومتاولون فی حروبہم وغیرہا ولم یخرج شیء من ذلک احدا منہم عن العدالۃ لانہم مجتہدون اختلفوا فی مسائل من محل الاجتہاد کما یختلف المجتہدون بعدہم فی مسائل من الدماء وغیرہا ولا یلزم من

ذلک نقص احد منهم واعلم ان سبب تلک الحروب ان القضایا
کانت مشتبهة فلشدة اشتباهها اختلف اجتهادهم وصاروا ثلثة
اقسام قسم ظهر لهم بالاجتهاد ان الحق فی هذا الطرف وان مخالفه
باغ فوجب علیهم نصرته وقتال الباغی علیه فیما اعتقدوه ففعلوا
ذلک ولم یکن یحل لمن هذه صفته التاخر من مساعدة امام العدل
فی قتال البغاة فی اعتقاده وقسم عکس هؤلاء ظهر لهم بالاجتهاد
ان الحق فی الطرف الاخر فوجب علیهم مساعدته وقتال الباغی
علیه وقسم ثالث اشتبهت علیه القضیة وتحیروا فیها ولم یظهر
لهم ترجیح احد الطرفین فاعتزلوا الفریقین وکان هذا الاعتزال
هو الواجب فی حقهم لانه لا یحل الاقدام علی قتال مسلم حتی یظهر انه
مستحق لذلک ولو ظهر لهؤلاء رجحان احد الطرفین وان الحق معه
لما جاز لهم التاخر عن نصرته فی قتال البغاة علیه فکلهم معذورون
رضی الله عنهم ولهذا اتفق اهل الحق ومن یعتد به فی الاجماع علی
قبول شهاداتهم وروایاتهم وکمال عدالتهم رضی الله عنهم اجمعین انتهی
اور ایسا ہی فارسی عبارت میں امام ربانی نے جلد ثانی مکتوب سی و ششم میں لکھا ہے اور
بعد اسکے فرمایا ہے پس ہر سہ فرقہ بمقتضائے اجتہاد خود عمل نمودند و آنچہ
برایشان لازم و واجب بود بجا آوردند پس ملامت چہ گنجایش
دارد وطعن چہ مناسب بود وامام شافعی فرماید و نیز منقول از عمر
بن عبد العزیز ست تلک دماء طهر الله تعالی عنها ایدینا فلنطهر
عنها السنتنا ازین عبارت مفهوم میشود کہ بحقیت یکے وخطاء
دیگرے ہم لب نباید کشود و ہمہ را جز بہ نیکی یاد نباید کرد و ہمچنین

در حدیث نبوی آمدہ است (الی قولہ) چون اصحاب من مذکور گردند واز منازعات ایشان یاد کردہ شود شما خود را نگاہ دارید ویکے را بر دیگرے اختیار نہ کنید انتہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان مین فرمایا ہی نزاعی وخلافیکہ از معاویہ وامثال ان در زمان خلافت وے کرم اللہ وجہہ بوجود آمد نہ در استحقاق خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آن بغی وخروج خطاء در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلان عثمان باشد بود وپس معاویہ وعائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما بران آمدند انتہی دوسری جگہہ کتاب مذکور مین مرقوم ہی وانچہ از بعضے از ایشان در مشاجرات ومحاربات وتقصیر در حفظ حقوق اہل بیت نبوی وغایت سوء ادب با ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند وتغافل ورزند وگفتہ را ناگفتہ وشنیدہ را ناشنیدہ انگارند زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر صلعم یقینی ست ونقلہاے دیگر ظنی وظن بالیقین معارض نگردد ویقینی بہ ظنی متروک نشود انتہی ۔ شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی وما وقع من المخالفات والمحاربات لم یکن من نزاع فی خلافۃ بل عن خطاء فی الاجتہاد انتہی اور حاشیہ خیالی مین لکھا ہی قولہ بل عن خطاء الخ فان معویۃ واحزابہ بغوا عن طاعتہ مع اعترافہم بانہ افضل اہل زمانہ وانہ الاحق بالامامۃ منہ بشبہۃ ہی ترک القصاص عن قتلۃ عثمان رضی اللہ عنہ لیتیخ لحضرت ابو منصور بغدادی نے فرمایا ہی جیسے مین بخاری مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۵۱۵ ۔ کے حاشیہ سے نقل کرتا ہون اصحابنا مجمعون (الی قولہ) واما معویۃ فہو من العدول الفضلاء والصحابۃ الخیار والحروب التی جرت بینہم کانت لکل طائفۃ شبہۃ اعتقدت تصویب انفسہا بسببہا وکلہم متأولون فی حروبہا ولم تخرج

عن ذلک احد منہم عن العدالۃ لانہم مجتہدون اختلفوا فی مسائل
ولا یلزم من ذلک نقص احد منہم انتہی اسی شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے
ذہب جمہور العلماء الی ان الصحابۃ کلہم عدول قبل فتنۃ عثمان
وعلی وکذا بعدہا الی قولہ قال ابن دقیق العید فی عقیدتہ وما
نقل فیما شجر بینہم واختلفوا فیہ فمنہ باطل وکذب فلا یلتفت الیہ
وما کان صحیحا اوّلنا بتاویلات حسنۃ لان الثناء علیہم من اللہ
سابق وما نقل عن الکلام اللاحق یحتمل للتاویل والمشکوک المو
لا یبطل المحقق والمعلوم ہل الا الی قولہ وسئل احمد عن امر علی و
عائشۃ فقال تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم
ولا تسئلون عما کانوا یعملون وقال ابو حنیفۃ لولا علی رضی اللہ
عنہ لم یعرف السنۃ فی الخوارج انتہی قاضی نے شفا میں فرمایا ہے
قال مالک رضی اللہ عنہ من شتم احدا من اصحاب النبی صلعم
ابا بکر وعمر وعثمان او معاویۃ او عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم فان
قال کانوا علی ضلال وکفر ان شتمہم بغیر ہذا من مشاتمۃ الناس
نکل اللہ نکالا شدیدا فلا یکونوا محاربو علی کفرۃ کما زعمت
الغالیۃ ولا فسقۃ کما زعم البعض ونسبہ شارح المواقف الی کثیر
من اصحابہ کیف وقد کانت الصدیقۃ وطلحۃ والزبیر فی قتالہ
الجمل قبل خروج معاویۃ مع ثلثۃ عشر الفا من الصلحی فتضلیلہم
وتفسیقہم مما لا یجتری علیہ المسلم الا ان یکون فی قلبہ مرض و
فی باطنہ خبث انتہی ۔ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب دو صد و
پنجاہ ویکم میں مرقوم ہے منازعات ومحاربات کہ درمیان ایشان واقع

شدہ است بر محامل نیک صرف باید کرد و از ہوا و تعصب دور باید داشت
زیرا کہ آن مخالفات مبنی بر اجتہاد و تاویل بودہ نہ بر ہوا و ہوس چنانکہ
جمہور اہل سنت بر آنند امّا باید دانست کہ محاربان حضرت امیر بر خطا بودہ اند
و حق بجانب حضرت امیر بودہ لیکن چون این خطاء اجتہادی است از ملامت
دور است و از مواخذہ مرفوع چنانچہ شارح مواقف از آمدی
نقل میکند کہ واقعات جمل و صفین از روے اجتہاد بودہ شیخ
ابوشکور سلمی در تمہید تصریح کردہ کہ اہل سنت و جماعت بر آنند کہ معاویہ
با جمعے از اصحاب کہ ہمراہ او بودند بر خطا بودند و خطاء ایشان اجتہادی
بود و شیخ ابن حجر در صواعق گفتہ کہ منازعۃ معاویہ با امیر از روے
اجتہاد بودہ و این قول را از معتقدات اہل سنت فرمودہ (الی قولہ)
و مولانا عبد الرحمن جامی کہ خطاء منکر گفتہ است نیز زیادہ کردہ است
بر خطا ہرچہ زیادت کند خطا است و آنچہ بعد از ان گفتہ است کہ اگر
مستحق لعنت ست الخ نیز نامناسب گفتہ است چہ جاے تردید است و
چہ محل اشتباہ اگر این سخن در باب یزید میگفت گنجایش داشت
اما در بارہ حضرت معاویہ گفتن شناعت دارد و در احادیث نبوی
بہ اسناد ثقات آمدہ است کہ حضرت پیغمبر صلعم در حق معاویہ دعا کردہ
انہ اللّٰھم علمہ الکتاب والحساب وقہہ العذاب و جاے
دیگر در دعا فرمودہ انہ اللّٰھم اجعلہ ہادیا و مہدیا و دعاء آنحضرت
مقبول ظاہراً این سخن از مولانا بر سبیل سہو و نسیان سر بر زدہ باشد
و ایضاً مولانا در ہمان ابیات تصریح کہ نام ناکردہ گفتہ است آن صحابی
دیگر این عبارت نیز از ناخوشی خبر میدہد (الی قولہ) امام غزالی

دفع شبہات نسبت خطاء اجتہادی

تصریح کردہ است کہ آن منازعت بر امر خلافت نبودہ بلکہ در استیفائے قصاص در مدد خلافت حضرت امیر بودہ انتہی۔ آور یہ شبہہ اہل سنت کے اصول پر قائم نہیں ہو سکتا کہ خطاء اجتہادی اسوقت ہوتا جبکہ محل اجتہاد کا ہوتا لاکہ حضرت مرتضیٰ تو معصوم تھے وہان اجتہاد کہان چل سکتا ہے کیونکہ یہان تو سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی معصوم نہین ہے اہل بیت کرام وصحابہ عظام محفوظ البتہ ہین مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مطبوعہ دہلی مطبع مرتضوی صفحہ ۸۵ مین مرقوم ہے کہ لازم نیست کہ حضرت امیر در جمیع امور خلافیہ محق باشند ومخالف ایشان بر خطا ہر چند در امر محاربہ حق بجانب امیر بودہ زیرا کہ بسا است کہ در احکام خلافیہ صدر اول علماء تابعین وائمہ مجتہدین مذہب غیر امیر را اختیار کردہ اند وحکم بمذہب نکردہ اگر حق بجانب امیر متعین بودے بخلاف آن حکم نہ کردندے قاضی شریح کہ از تابعین وصاحب اجتہاد بودہ است بمذہب امیر حکم نکردہ وشہادت امام حسن را بواسطہ نسبت بنوت مشطور نداشتہ ومجتہدین بقول قاضی شریح عمل نمودہ اند وشہادت پسر را برائے پدر تجویز نہ کردہ اند ودر مسائل دیگر ہم اختیار اقوال غیر امیر کہ مخالف رائے امیر بودہ است بسیار است بر متتبع متعمق مخفی نخواہد بود تفصیل آن اطالت میطلبد۔

پس بر مخالفت امیر گنجایش اعتراض نباشد ومخالفان مطعون وملام نباشند انتہی اور ہم شیعون کے اصول پر بھی کہتے ہین کہ اگرچہ وہ معصومیت کے تو ائمہ اثنا عشر کے قائل ہین لیکن وہ ایسی حالت مین اُن روایات صحیحہ کو اپنی کہا کرینگے جو مشہور ہے کہ حضرت امام حسین رض نے مصالحہ معاویہ کو نہایت ناپسند فرمایا اور نوبت انف ابی تک کہا اب یہان پر محل اجتہاد کا کہان ہے کیونکہ دونون معصوم ہیں تو ضدان لا یجتمعان کے مطابق دونون قول صحیح ہرگز نہین ہو سکتے پس

لا محالہ ایک جانب مصیب دوسرے خاطی با لاجتہاد ضروری کہنا ہوگا، و حضرت زین العابدین کے ساتھ حضرت محمد حنیف کا مناقشہ تو معلوم ہی حجر اسود کی گواہی تک کی نوبت پہونچی لیکن تو بھی محمد حنیف دعویٰ امامت سے باز نہ ہے اور حضرت زید شہید کا دعوی امامت تو اظہر من الشمس ہی نہین معلوم حضرات شیعہ ان بزرگون کے منافقہ کو کیون برا نہین جانتے اور معاویہ کے جھگڑون کو باعث لعن وطعن سمجھتے ہین اب ہم اس سے تنزل اختیار کرتے ہین اور معصوم ہونا حضرت مرتضی کا فرض کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اولاً بالقطع محاربہ معاویہ کا حضرت امیر المومنین کے ساتھ ثابت نہین ہی کیونکہ جنگ صرف قاتلین عثمان کے ساتھ تھی اور دعوی تواتر روایت کا محض جھوٹ ہی فریقین کے بیان ثابت نہین ہی بلکہ شیعون کی روایت سے تو قاتلین عثمان ہی کے ساتھ جنگ پائی جاتی ہی مگر وہ لشکر مین امیر علیہ السلام کے دائر و سائر تھے حتی کہ آپ بھی مجبور تھے انکو دفع نفرما سکتے تھے لہذا جسب قضیہ اتفاقیہ جنگ تیکے ساتھ بھی ہوئی نہج البلاغت مین مرقوم ہی جسے مین تحفہ سے نقل کرتا ہون قال لہ بعض اصحابہ لو عاقبت قوما اجلبوا علی عثمان فقال یا اخوتاہ انی لست اجہل مما تعلمون ولکن کیف بھم والمجلبون علی شوکتھم یملکوننا ولا نملکھم وھا ھم ہولاء قد ثارت معھم عبدانکم والتفت الیھم اعرابکم وھم خلالکم یسومونکم ما شاؤا انتہی اس روایت سے جو خود شیعہ کی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ حضرت مرتضی بھی قاتلین عثمان کو جو انکے لشکر مین تھے قصاص کرنا ضروری جانتے تھے ولی نیت آپکی وہی تھی جو معاویہ کرتے تھے کیونکہ حضرت امیر ایسے ضیق مین مبتلا تھے کہ بالکل وہی قاتلین انکے مور بنے تھے جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے پس یہ جنگ ہرگز انکے ساتھ نہ تھی گویا معاویہ تابع احکام مرتضوی تھے اور آپ سے وہ بجا لاتے تھے جو

آپ بوجہ مجبوری انجام نہ کر سکتے تھے اگر معترض کا شبہہ اس روایت سے بھی دفع نہو تو دوسری روایت خطبہ کی حضرت امیر کے نہج البلاغت کی موجود ہی جسے مین تحفہ سے لکھتا ہون انما مثلی ومثل عثمان کمثل اثوار ثلثۃ کن فی اجمۃ ابیض واسود واحمر ومعہن فیہا اسد فکان لا یقدر فیہن بشیٔ لاجتماعہن علیہ (الی قولہ) فنادی (ای الثور) ثلثا الا انی اکلت یوم اکل الابیض ثم رفع امیر المومنین صوتہ فقال الا انی ہنت یوم قتل عثمان انتہی اس مماثلت سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرت امیر ان لشکریون سے محض مجبور تھے وہ لوگ مثل شیر کے زبردست تھے جو چاہتے تھے کرتے تھے علاوہ اسکے تحفہ اثنا عشریہ مین فریقین کی مطابق ایک خواب کی روایت حضرت امام حسن کی مرقوم ہی عن حسن بن علی قال ما کنت لاقاتل بعد رؤیا رأیتہا رسول اللہ صلعم (الی قولہ) فقلت ما ہذا فقال الوادم عثمان یطلب اللہ بہ انتہی اس روایت سے خطا منکر کیسی بغاوت وتغلب کیا یعنی محکوم الامام ہونا اور متفق ومستبشر ہونا اس جنگ مین معلوم ہوا کیونکہ جب امام حسن نے طالبین قصاص کو ناحق نجانکر جنگ کو چھوڑ دیا اور یہ فرمایا کہ مین اب اس خواب کے بعد ہرگز جنگ نہ کرونگا بلکہ مصالحہ تک کر لیا تو حضرت معاویہ کی جنگ کو خطا منکر کہنا گویا تکذیب ارشاد حضرت امام حسن علیہ السلام ٹھہری نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا

تیسرا تذکرہ ان شبہات کے جواب مین جو استفتا مین مرقوم ہین

یہ جو استفتا مین مرقوم ہی کہ حضرت معاویہ نے سب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کیا محض غلط ہی اس روایت کی اصل کچھ نہین ہی یہ روایت شیعون کی مفتریات سے ہی فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین قال القرطبی

نمبر ۳ مندرجہ استفتا مین جن شبہات [illegible] انکے جواب

والتصریح بالسب وقبح القول اما کان بقول جہال بنی امیۃ وسفلتہم اما معاویۃ فحاشاہ عن ذلک لصحۃ ودینہ وکرم اخلاقہ واعترافہ بفضل علی وعظم قدرہ وما یذکر عنہ من ذلک کذب واختراع انتہی اور یہ جو عبارت تحفہ کی منقول ہے (چون اورا باغی ومتغلب میدانیم) اور علی ہذا القیاس جہان کہین اس قسم کے اور کلام جو کتاب مذکور مین وارد ہین اُسکا مطلب ہرگز یہ نہین ہے کہ خطاء منکر ہی ہو کیونکہ ہرگاہ بغاوت وتغلب مین احتمال دو معنی کا موجود ہے اور کوئی قرینہ زائد خطاء منکر پر دلالت نہین کرتا تو ہمکو وہی معنی لینا چاہیئے جو مذہب حق کے موافق ہو اور جیسا کہ جمیع اکابر وسلف صالحین نے فرمایا ہو علی الخصوص مصنف نے تحفہ کے باب دوازدہم کے مقدمہ ششم مین خطاء اجتہادی لکھا ہو فافہم۔ اور یہ عبارت تحفہ کی (جوابش دیمیم آنکہ نزد اہل سنت ہیچ مرتکب کبیرہ را لعن جائز نیست بالخصوص آن شخص باغی ہم مرتکب کبیرہ ہست) ذرا بغور دیکھنا چاہیے کیونکہ لفظ جوابش سے لیکر لعن جائز نیست تک جملہ خبریہ تمام ہوگیا اور مابعد کی عبارت کو اُسپر ضم کرنا خلاف اصول نحو وعلم ادب کے ہوگا پس بالخصوص سے لیکر ہست تک جملہ خبریہ مستقلہ ہے اور یہ جملہ مطلقًا بلا قید مذہب کے واقع ہوا ہے اور موافق اصول مصنف تحفہ کے کہ جسکا لحاظ رکھنا ابتدا ہی تاکید فرمایا ہے دوم آنکہ ہرجا کلام را مطلق ساختہ بمذہب شیعہ پرداختہ یہ کلام شیعہ کا ہوا کوئی یہ گمان نہ کرے کہ شیعہ تو اوربلتے ہین پھر یہ کلام مطلق انکے مذہب پر کیون محمول ہوگا اسلیے کہ مصنف نے نہج البلاغت کی عبارت سے صرف معاویہ کی گناہ کبیرہ ثابت کیا ہے

لما سمع لو اہل الشام الخ اگر کوئی یہ کہے کو یہ سب تاویل بیجا ہے جبکہ مصنف نے ملا عبد الرحمن جامی کے عقائد نامہ کی تقلیدًا بغاوت معاویہ ارقام فرمایا ہے کیونکہ ملا موصوف نے تو صاف صاف خطاء منکر لکھا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اولا تو ایسے بزرگ کی نسبت تقلید اقرنا ہمکو

عطاحسر
ابو

گمان محض بیجا ہی تحفہ کی عبارت سے کہان ثابت ہوتا ہی کہ سب ہی الغوائب دیا بس ملا جامی کا قبول فرمایا ہی انھون نے تو اسیقدر لکھا ہی کہ یہ جو شیعہ کہتے ہین کہ امام برحق بعد عثمان رضؓ کے معاویہ بن سفیان ہی محض غلط ہی کیونکہ مکتب کا لڑکا بھی جس نے عقائدنامہ ملا جامی کا پڑھا ہوگا وہ بھی جانتا ہی کہ خلیفہ برحق حضرت امیر ہی تھے اور معاویہ باغیون مین سے تھے جو امام وقت کی اطاعت نہین کرتے تھے جب تک امام حسن نے تفویض نہ فرمایا تھا خلاصہ مطلب تحفہ کا تو یہ ہی باقی رہا لفظ بغاوت وہ محتمل دو معنی کا ہی جیسا اوپر گذرا اور اگر اس تاویل سے تشفی مستفتی کی نہو اور خواہ مخواہ توڑ مروڑ کر تحفہ کی عبارت کو اوری رنگ مین لایا چاہتے ہین تو ہم مقدمہ ششم کی عبارت کو پیش کرینگے جسمین صاف لکھا ہی کہ جنگ صفین بھی مثل جنگ جمل کے خطاے اجتہادی مین شریک ہی اور ملا جامی کے خطاے منکر لکھنے کو محققین علماء احناف نے خطا فرمایا ہی مکاتیب امام ربانی کو دیکھو جلد دوسرے تذکرہ مین منقول ہوا یا ہوسکتا ہی کہ لفظ منکر ماول بمعنی اجتہادی ہو کیونکہ عقائدنامے مین یہ اشعار بھی مرقوم ہین ؎

ہر خصومت کہ بود شان باہم
بتعصب مزن در آنجا دم

برکس انگشت اعتراض منہ
دین خود را یگان بباد مدہ

ورنہ یہ اشعار بیکار ہون اور ملا موصوف اتامرون الناس کے مصداق ہون۔ اور بچندہ دلائل یہ فتوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا ہرگز نہین ہی۔ اولاً اسمین یہ لکھا ہوا ہی (کہ اما معاویہ بن ابی سفیان پس مرد صحابی است) ہرگاہ ایسے اجل انحضرتین نے صحابی فرمایا یہ بلکی نظر سے لاتسبوا اصحابی الخ متواتر گذر چکی ہو پھر کسی صحابی پر سب کا فتوی دے طرفہ تو یہ ہی کہ حدیث بھی اسکے حق مین وارد ہو نعوذ باللہ اگر کوئی کہے

کہ سب کا فتوی کہان ہی تو ذرا انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ سائل کا سوال تو یہ ہی
کہ سب معاویہ مین اہل سنت کی کیا تحقیق ہی جواب اسکا صاف یہ ہونا چاہیے تھا
کہ سب جملہ صحابی خواہ معاویہ ہو یا اور کوئی بمقتضاے لاتسبوا اصحابی الحدیث کے
حرام وممنوع ہی بجاے اسکے یہ فرمایا ہی (درحق او مختلف اند) اب بیان پر
لفظ سب کا مضاف ہونا چاہتا تھا بجاے اسکے حق کا لفظ بھی عجیب ہی سوال بعد
صاف ہو جواب چیستان ہو جاے پھر آگے جا کر مانعین سب یا حق یا اسکے جو کچھ
حق مین ہو فقہا سے متفق قرار پائین اور محدثین محققین کا آخر مین قول فیصل یہ ہو
(کہ اگر مراد از سب ہمین قدر ست) نہین معلوم مشار الیہ ہمین نفسانیت ہی
یا کیا (بعضے این فعل او را بد گفتن و بد دانستن بلا شبہہ نزد محققین
اجمعین واقع است) الاشارۃ ابلغ من التصریح سب کا فتوی انہین ہی تو کیا
حالانکہ احادیث مین ممانعت سب کے لفظ کے ساتھ آئی ہی اب معنی سب کے
جو کچھ ہون وہ جملہ صحابی کے حق مین حرام ہی اور سب معاویہ عین مذہب روافض کا
ہی قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار مولانا عبد الحلیم لکھنوی ادخلہ اللہ فی جنۃ النعیم
مین مرقوم ہی قولہ بین الرفض والخروج الروافض رفضوا اکثر
الصحابۃ وانکروا امامۃ الشیخین والمسح علی الخفین وسبوا معاویۃ
وامثالہ انتہی اگر کوئی یہ کہے کہ ہرگاہ فعل بد ہی تو فاعل اسکا خطاء فی الاجتہاد کے
سبب سے لائق سب ہو یا نہو مگر نفس فعل کو برا کہنا بہرحال جائز ہی پھر ایسی حالت مین
یہ نتیجہ صحیح نہوگا تو اسکا جواب یہ ہی کہ بصورت اول کچھ مضائقہ نہین ہی مگر جب نفسانیت
وتعصب کے باعث مرتکب کے قائل ہین تو اس تقدیر پر ہرگز صحیح نہوگا اس حالتمین
فعل کا برا کہنا عین فاعل کا برا کہنا ہی اور کیون نہوگا جب یہانتک کہدیا کہ مرتکب کبیرہ باغی یا
اور سب وشتم مترادف (معاذ اللہ) ایک کو (معاذ اللہ کہنا) دوسرے کو جائز لکھنا کیا معنی حالانکہ

ممانعت تو بلفظ سب وارد ہی - دوسری دلیل یہ ہی کہ اگر (قولہ در حق او بعضے احادیث
ہم وارد شدہ است) یہ امر مسلم ہی کہ اگر حدیث ضعیف یا موضوع ہوتی تو مگر
اسکا مذکور نہوتا اگر ہوتا بھی تو جیسی ہوتی لکھ دینا چاہتا تھا لیکن ایسی حالت مین
فنون تواریخ و سیر کے راویون کے تعدیل پر جان دینا اور تتبع روایات کرکے
نفسانیت و گناہ کبیرہ ثابت کرنا کیا ضرور ہی ہمکو شہادت رسول اللہ کی کافی ہی
احادیث رسول بہر حال واجب القبول ہی جس حالت مین ہمکو رسول اللہ کے اقوال صحیح
ہو چکنے تو پھر کسیکو کوئی لاکھون برائیون کی تہمت کرنے ہرگز نہ ماننا چاہیے اسکو
برا کہنا تکذیب رسول اللہ کی کرنا ہی کیا خوب فرمایا ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے
تکمیل الایمان مین کہ صحابہ کے مشاجرات خاصکر تقصیر حفظ حقوق اہل بیت کی روایت
بشرط صحت تسلیم بھی ظنی رہا اور صحبت صحابہ کی یقینی پس یقین ظن کے سبب سے
متروک نہیں ہو سکتا اور شرح فقہ اکبر وغیرہ مین بھی ایسا ہی مرقوم ہی فاعتبروا یا
اولی الابصار - تیسری دلیل اگر ہم نفسانیت و ارتکاب گناہ کبیرہ معاویہ کا فرض
کرلین تو ایسے حالت مین ہمکو مذہب اہل سنت کیا اسلام ہی کو چھوڑنا پڑیگا کیونکہ احادیث
نبوی ہمکو تو صحابہ کے سبب سے پہونچی ہین دین معاویہ اور انکے ساتھیون کی
جانب سے جتنی احادیث مروی ہونگی وہ بالکل متروک ہونا چاہیے حالانکہ صحاح ستہ
بخاری و مسلم و موطا وغیرہ مین ہزارون احادیث مرفوع و اثر و مراسیل انکے موجود
ہین اور جتنے محدثین ہوے ہین بلکہ سب ہی اہل اسلام کا اجماع ہی کہ روایت
حدیث کے واسطے عدالت شرط ہی فاسق کی روایت مقبول نہیں ہوتی نور الانوار مین
مرقوم ہی و العدالۃ (الی قولہ) حتی اذا ارتکب کبیرۃ او اصر علی
صغیرۃ سقطت عدالتہ انتہی پس اب تو صحاح ستہ و غیر کتب احادیث
کوئی بھی ماننے کے لائق نہ رہی کیونکہ انھون نے جب شروع ہی اپنے اصول کے

خلاف فاسقوں کی روایت مندرج کی ہے تو اور احادیث پر کیا اعتبار باقی رہا حالانکہ
امام نووی وغیرہ کے اقوال سے معلوم ہو چکا ہے کہ اہل حق نے عدالت و قبول
روایت پر انکے اجماع کیا ہے پس قائل خلاف منکر ناقض اجماع امت و مورد وعید
ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار ہوگا۔ اور ہم کبھی حضرت مولانا پر ایسا شائبہ
وہم کا نہیں کر سکتے۔ اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ اگر صرف معاویہ رض کی روایت مقبول نہ
ہوگی تو اوروں کی روایت کی ہزاروں احادیث صحیح رہینگی کیونکہ امام نووی وغیرہ ائمہ
احادیث نے لکھا ہے کہ محاربہ صفین کے وقت تین گروہ صحابہ کا ہو گیا تھا ایک نے تو
حضرت علی مرتضی رض کا ساتھ دیا دوسرا ساکت تیسرا محاربہ تھا ساکتین بھی مقبول الروایت
نہیں ہو سکتے کیونکہ جب کوئی امام کے ساتھ باغی ہو تو معاونت ضروری ہے پس عدم معاونت
کے سبب سے فسق انکا بھی ثابت ہے جیسا کہ شیعوں کا مذہب ہے اور حضرت علی رض کے
ساتھ صحابہ محض قلیل تھے وہ بھی عبد اللہ بن سبا کے شاگردوں سے مغلوب اور
انکو کون پوچھتا ہے خود جناب امیر رض بھی مجبور تھے جیسا کہ نہج البلاغہ کی روایت سے
اوپر معلوم ہو چکا اور انکی روایت کو بھی انھوں نے اوشکر او ریہی عنوان سے لکھا ہے
شیعوں کی روایت جو بعض صحابہ و حضرت مرتضی رض سے ہے انکو اور ہلوگ صحیح یہاں کی
روایت جو انھیں سے ہے مقابلہ کرو اور تواریخ کی کتابوں کو دیکھو تاکہ عبد اللہ
بن سبا کی تعلیم سے لشکریان حضرت امیر شیعی تفضیلی تبرائی ہو گئے تھے پس اگر یہ فتوی
صحیح مانا جائے تو لا محالہ شیعوں کا مذہب ماننا پڑیگا اسیواسطے ہمارے اکابر دین نے
فرمایا ہے کہ معاویہ رض کو فاسق کہنا زندیق کا کام ہے امام ربانی مکتوبات میں فرماتے ہیں
جلد اول مطبع مرتضوی صفحہ ۲۷۴۔ اے برادر معاویہ تنہا درین معاملہ نیست
نصفے از اصحاب کرام کم و بیش درین معاملہ با وی شریک اند پس محاربان
امیر کفرہ یا فسقہ باشند اعتماد از شطر دین می خیزد کہ از راہ تبلیغ ایشان

بمار سیدہ است و تجویز نکنند اینمعنی را مگر زندیقی کہ مقصودش ابطال
دین است انتہی - چوتھی دلیل قولہ علماء اہل سنت درحق او مختلف اند
ہرگز ہمارے علمانکا اختلاف اس مادہ مین نہین پایا جاتا بلکہ مدار اہل سنت وجماعت کا
دو ہی امر پر ہو ایک تو حب اہل بیت رضہ دوسرے ایقان عدالت صحابہ قمر الاقمار
مین مرقوم ہو اہل السنۃ والجماعۃ الی قولہ) اتفقوا بان الصحابۃ کلہم
عدول الائمۃ وخیارہا انتہی اور خاص معاویہ رضہ کی نسبت بھی امام نووی
وغیرہ نے اجماعاً فرمایا ہو کہ معاویۃ من عدول الفضلاء والصحابۃ النجباء
انتہی کما مرّ پس ایسا قول بھی شاہ صاحب کا نہین ہوسکتا - پانچوین دلیل
قولہ علماء ماوراء النہر سبحان اللہ جمیع اکابر اہل حدیث امام بخاری ومسلم وشارح
عقائد نسفی وامام نووی وشیخ ابن حجر مکی وملا علی قاری وامام غزالی ومجدد الف ثانی
وائمہ مجتہدین اربعہ وخود جناب امیر علیہ السلام ودیگر علماء اہل حق نے شرق سے
غرب تک اتفاق اسپر کیا ہی نہین معلوم مفتی نے انکے اقوال سے کیون چشم پوشی
فرمائی اور لطف تو یہ ہے کہ قائلین خطاء اجتہادی فقہائے شفق کہلائین -
چھٹوین دلیل قولہ اما محققین اہل حدیث ہرگز کسی محدث نے خطاء منکر نہین بلکہ
امام نووی وغیرہ نے اجماع ہی نقل کیا ہی نہین معلوم اب پھر کون اہل حدیث ہین
شاید علماء حدیث شیعون کے ہون تو انکی بات اور ہی علاوہ برین محاربہ کو حدیث
سے کیا نسبت ایسی حالت مین علماء محققین سیر وتواریخ فرمانا چاہتا تھا کیونکہ کوئی
حدیث آجتک ایسی نہین ملی جس سے ثابت ہو کہ معاویہ فاسق تھے نعوذ باللہ
ان دلائل سے ثابت ہوا کہ یہ فتوی کی نسبت حضرت مولانا قدس سرہ کی جانب
محض افترا ہی اور اگر ہم فرض بھی کرلین کہ یہ فتوی مولانا کا ہی تو علت غائی یہ ہے
کہ ایک فاضل کی ہے ہی جسکی بنا فنون سیر وتواریخ ہے جو محتمل صدق وکذب ہی اگر

زوائد روایات نسائیت وغیرہ کی صحیح بھی مانی جائین تو بھی خبر احاد مفید یقین نہیں ہے اور نفس صحابی ہونا معاویہ کا قطعی ہے اور اجماع امت مرحومہ کا ہے الصحابۃ کلہم عدول پس ایسی حالت مین یہ فتویٰ قابل سند و مفتی بہ نہیں ہو سکتا هکذا رأینا فی الکتاب واللہ اعلم بالصواب ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا واغفر لنا وارحمنا فان لم تغفر لنا لنکونن من الخاسرین۔

کتبہ

محمد عبد الجلیل عفی عنہ

ازجناب فضیلت مآب خلاصۃ الاماجد والاماثل سلالۃ الاواخر والاوائل جامع البرکات حضرت مولوی حافظ ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی عم فیضہ۔

ما احسن ہذہ الرسالۃ جزی اللہ مؤلفہا خیر الجزاء حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

محمد عبد الحی
ابو الحسنات ۱۲۹۶ھ

ازجناب افادت مآب افضل الفضلا اکمل الکملا حضرت مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری مدظلہ العالی۔

بلاشبہ موافق مذہب اہل سنت والجماعۃ یہی ہے کہ خطا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطائے اجتہادی تھی کہ جسمین موافق حدیث کے ایک درجہ اجر ہے پس جواب مجیب صحیح اور رائے بجا ہے۔

محمد ارشاد حسین
احمدی ۱۲۹۶ھ

از جناب مستطاب فاضل اجل حکیم اکمل محقق علوم عقلیہ و نقلیہ مدقق فنون حکمیہ و فرعیہ

حضرت مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری دام مجدہ۔

هو المصوب

اصحاب من اجاب واقعی محاربہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و جناب امیر علیہ السلام میں حق جناب امیر علیہ السلام کی طرف تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطائے اجتہادی واقع ہوئی۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ منازعت خلافت کے امر میں نہ تھی بلکہ اس وجہ سے تھی کہ حضرت معاویہ قاتلین جناب ذی النورین کو طلب فرماتے تھے اور جناب امیر بعض مصالح سے انکو تفویض نکرتے تھے حضرت معاویہ نے یہ خیال کیا کہ جناب امیر انکی حمایت کرتے ہیں صواعق محرقہ میں ہے ومن اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ان ماجری بین علی و معاویۃ رضی اللہ عنہما من الحروب فلم یکن لمنازعۃ معاویۃ لعلی فی الخلافۃ للاجماع علی حقیتہا لعلی فلم تھج الفتنۃ بسببہا انما ھاجت بسبب ان معاویۃ و من معہ طلبوا من علی تسلیم قتلۃ عثمان الیہم لکون معاویۃ ابن عمہ فامتنع علی الخ یا ایسا امر نہیں ہے جیسے ہم اس خیال سے کہتے ہیں کہ ہمیں صحابہ سے عموماً حسن ظن ہے کہ وہ چار ناچار مجبور سے یہ کہلاتا ہے نہیں نہیں یہ عقیدہ ہمارا بلحاظ نفس واقعات ہے چنانچہ اسی وقت جناب امیر علیہ السلام کو اسکی اطلاع بھی دی گئی تھی یحیی بن سلیمان جعفی جو شیوخ بخاری سے ہیں اپنی تالیف میں جو خاص جنگ صفین مرتبہ ابو مسلم خولانی سے روایت کرتے ہیں انہ قال لمعاویۃ انت تنازع علیا فی الخلافۃ او انت مثلہ قال لا و انی لاعلم انہ افضل منی و احق بالامر و لکن الستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما و انا ابن عمہ و ولیہ اطلب بدمہ فاتوا علیا فقولوا الیہ یدفع لنا قتلۃ عثمان فاتوہ فکلموہ فقال یدخل فی البیعۃ و یحاکمہم الی فامتنع معاویۃ فخرج الیہ علی فی اہل العراق الخ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت معاویہ رض کی مشاجرات

بطلب قاتلین حضرت ذی النورین تھے تو یہ خطاے اجتہادی کا ہو گی چنانچہ یہ مسئلہ متفق علیہ اہل سنت و جماعت ہے کفایۃ الطالب الربانی علی رسالہ ابن ابی زید القیروانی مین علامہ ابو الحسن مالکی تحریر فرماتے ہین اتفق اہل الحق علی ان علیا رضی اللہ عنہ اجتہد واصاب فلہ اجران وان معاویۃ رضی اللہ عنہ اجتہد واخطاء فلہ اجر واحد
شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین واما معاویہ مجتہد مخطی معذور بود پس ازان جہت کہ متمسک بود بہ شبہہ ہرچند دلیل دیگر در میزان شرع راجح تر از ان بود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ مین محاربہ کو خطاے اجتہادی پر محمول فرماتے ہین چنانچہ تحفہ مین مطاعن حضرت عثمان مین دسوان طعن یہ ہے کہ تمام صحابہ اُنکے قتل پر راضی تھے پھر اُسکا جواب دیتے ہین کہ این ہمہ کذب صریح و بہتان ظاہر است کہ بر صبیان ہم پوشیدہ نمی ماند طلحہ و زبیر و عائشہ و معاویہ و عمرو بن العاص براے طلب قصاص ہمین عثمان مے جنگیدند یا براے قصاص عثمان موہوم متخیل پھر مطاعن صحابہ کرام سے آٹھوین طعن کے جواب مین لکھتے ہین و معاویہ و اہل شام را نیز در ابتدا ہمین دعوی بود کہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ مے باید سپرد و قصاص باید گرفت و سیاست باید نمود چون از طرف حضرت امیر در سپردن قاتلان عثمان رض بسبب شوکت و غلبۂ انہا خصوصاً بعد از جنگ جمل و خالی شدن میدان از منازع و مزاحم واجبی بود از اجابت مدعاے آنہا بدگمان شدہ و آخرہا منکر خلافت او شدند و سلب لیاقت این کار از آنجناب و بدگفتن آغاز نہادند و بہ جنگ برخاستند۔ جب شاہ صاحب اس امر کے قائل ہین کہ قاتلین حضرت ذی النورین کو سپرد نہ کرنے سے آتش محاربہ مشتعل ہوئی تو یہ خطاے اجتہادی ہوئی نہ منکر غرض تحفہ کے کسی مقام سے یہ بات نہین پائی جاتی کہ خطاے اجتہادی نہ تھی بلکہ اس تقریر سے جو گذری خطاے

اجتہادی پائی جاتی ہو جو مسلک آنکے والد قدس سرہ کا ہو یہی مسلک شاہ صاحب کا ہی
رہی یہ بات کہ تحفہ مین باب امامت مین ہو کہ ہر جاہل فارسی خوان بلکہ طفل دبستان
کہ عقائد نامہ فارسی اہل سنت را کہ نظم مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی است
خواندہ یا دیدہ باشد یقین میداند کہ اہل سنت قاطبہ اجماع دارند بران کہ معاویہ
بن ابی سفیان از ابتداے امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن
با وے از بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت و بعد از تفویض حضرت امام بوے
از ملوک شد انتہی اس عبارت سے بھی خطاے اجتہادی کا انکار نہین پایا جاتا
مولانا نے تحفہ مین جو عقائد نامہ ملا جامی سے استدلال کیا ہو وہ بھی ٹھیک ہو عقائد نامہ
مین ہو سے آن خلافیکہ وے داشت با حیدر در خلافت صحابی دیگر ہست حق درانجا بدست حیدر بود
جنگ با او خطاے منکر بود مولوی محمد غوث مدراسی شرح خلاصۃ البیان شرح عقائد مولانا
عبد الرحمن مین لکھتے ہین منکر بمعنی ناشناختہ و نادانستہ است چنانچہ صاحب تفسیر حسینی
در سورت مجادلہ ہمین معنی لفظ منکر را تفسیر کردہ است پس درینصورت لفظ منکر
و خطا ہر دو بیک معنی اند و براے تتمیم بیت و براے قافیہ لفظ منکر را مصنف بیان کردہ است
پس مذہب مصنف مطابق مذہب جمہور است و بس یعنی منازعتی کہ میان خلیفہ برحق
علی کرم اللہ وجہہ و معاویہ رضی اللہ عنہ بود حق درانجا بطرف علی حیدر بود و بطرف
معاویہ نبود بلکہ معاویہ مخطی بود و چونکہ خطاے وے اجتہادی بود ازین جہت لوم
بروے نیست چنانچہ امام نووی رح در شرح مسلم گفتہ انتہی اور اگر خواہ مخواہ ملا جامی کا
کلام اس معنی پر حمل نہ کیا جاسے تو لا محالہ محمول بر خطا ہو گا چنانچہ حضرت مجدد الف
ثانی قدس سرہ نے اس خطا پر محمول فرمایا ہو الغرض حضرت معاویہ اس خطا مین
ماجور ہین ارشاد ساری شرح صحیح بخاری مین ہو ومخالفہ مخطی معذور بالاجتہاد
والمجتہد اذا اخطا لا اثم علیہ بل لہ اجر والمصیب اجران اس مقام پر یہ شبہہ ہوتا ہو